Regd. No. L. 5254
بسم اللہ الرحمن الرحیم
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل لاہور۔ ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ر
سہ ماہی ۷ ر
ماہوار ۲ ۱/۲
فی پرچہ ۱ ر

یوم سہ شنبہ
۷ ذیقعد ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰/۶ * ۲۹ وفا ۱۳۳۱ ہش * ۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء * نمبر ۱۷۸

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ ۲۵ جولائی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ضعف کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مزید بات چیت اعلیٰ نمائندوں کے درمیان ہوگی

کراچی ۲۸ جولائی۔ پاکستان نے ڈاکٹر گراہم کی یہ تجویز مان لی ہے کہ مسئلہ کشمیر پر مزید بات چیت دونوں حکومتوں کے اعلیٰ نمائندوں کے درمیان ہونی چاہیئے اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے آج یہاں ایک بیان میں بتایا کہ پاکستان ایک مقررہ میعاد کے اندر اندر مجوزہ تاریخ اور مقام پر بات چیت میں حصہ لینے پر آمادہ ہوگیا ہے۔

وفد پارٹی اور اخوان المسلمین کی طرف سے فوجی انقلاب کے لیڈر جنرل نجیب کی حمایت کا اعلان

جنرل نجیب جنگ فلسطین میں مصری فوجوں کو ناقص اسلحہ مہیا کرنے کے الزام کی خود تحقیقات کریں گے

قاہرہ ۲۸ جولائی۔ وفد پارٹی کے سربراہ نحاس پاشا اور سیکرٹری جنرل سراج الدین پاشا آج نئے وزیر اعظم علی ماہر پاشا کی دعوت پر جنیوا سے قاہرہ پہنچے۔ مصر کے ان دونوں نامور لیڈروں نے ملک میں فوجی انقلاب کے متعلق جنرل نجیب کے اقدام کی تعریف کی اور انہیں اپنی پارٹی کی طرف سے پوری حمایت کا یقین دلایا۔ مصر کی اعتدال پسند آئینی پارٹی کے لیڈر ہیکل پاشا اور اخوان المسلمین کے لیڈر حسن ہضیبی نے بھی فوجی کارروائی کی حمایت کی ہے۔

ادھر جنرل نجیب نے اعلان کیا ہے کہ جنگ فلسطین میں ناقص اسلحہ بھیجا گیا تھا جس کی وجہ سے کئی مقامات پر مصری فوجوں کو شکست کھانا پڑی۔ اس تمام واقعہ کی میں خود تحقیقات کرونگا۔ کہا جاتا ہے کہ ناقص اسلحہ فراہم کرنے کی سکیم میں ۱۳ اعلیٰ شخصیتیں شریک تھیں۔ ان میں سابق بادشاہ شاہ فاروق کے رشتہ کے بھائی عباس حلیم بھی شامل ہیں۔ کل رات جنرل نجیب نے اسباب کا پھر اعادہ کیا کہ شاہ فاروق کی دستبرداری سے پہلے جو فوجی کارروائی ہوئی تھی۔ وہ سیاسی نوعیت کی نہیں تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر شعبہ زندگی میں آئین کا صحیح استعمال ہو سکے۔ انہوں نے مزید کہا۔ وادی نیل کا اتحاد اور انگریزی فوجوں کا انخلاء سیاسی مسائل ہیں جنہیں مصری حکومت ہی طے کر سکتی ہے ان چیزوں کا فوج سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بی بی سی کا کہنا ہے کہ جنرل نجیب کو مصر میں قومی ہیرو قرار دیا جا رہا ہے۔ ان کی عمر اس وقت ۵۱ سال ہے۔ وہ ایک فوجی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنگ فلسطین میں وہ بٹالین کمانڈر تھے۔ لڑائی میں وہ تین بار زخمی ہوئے۔

مصر کے سابق کمانڈر انچیف جنرل حیدر پاشا گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ جنرل نجیب نے اعلان کیا ہے۔ کہ گرفتار شدگان میں سے صرف ان لوگوں پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ جن پر باقاعدہ جرم کا الزام لگایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سیاسی قیدیوں کی عام رہائی کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ ابتک ۲۶۴ کو رہا کیا جا چکا ہے جن میں سے بہت سے اخوان المسلمین سے تعلق رکھتے ہیں مصر میں حالات پرسکون ہیں قاہرہ اور اسکندریہ میں فوج تمام اہم ناکوں پر پہرہ دے رہی ہے۔

وہ جہاز جس میں مصر کے سابق بادشاہ شاہ فاروق مصر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنے کے بعد سفر کر رہے ہیں۔ آج رات یا کل صبح تک اٹلی کی بندرگاہ میں پہنچ جائے گا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے صحیح موقف کی حمایت میں کمال استقامت دکھانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں

اگر اس دل گردے کے بعض اور مسلمان بھی نکل آئیں تو پاکستان کے تمام خطرات دور ہو سکتے ہیں

پنجاب مسلم لیگ کونسل کے حالیہ فیصلوں کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان

ربوہ ۲۸ جولائی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج ایک بیان میں پنجاب مسلم لیگ کونسل کے حالیہ اجلاس کی کارروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے پنجاب مسلم لیگ کے صدر وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد دولتانہ کو اپنے موقف کی حمایت میں بکمال درجہ استقامت دکھانے پر آپ کی خداداد صلاحیتوں کو سراہا ہے اور اہل پاکستان کو دعا دی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ماتحت ان فرائض کو کما حقہ بجا لائیں۔ جو خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور وطن عزیز کی طرف سے ان پر عائد کرتے ہیں۔ آپ کے انگریزی بیان کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"پنجاب مسلم لیگ کونسل کے اتوار کے اجلاس کی رپورٹ میں نے مطالعہ کی ہے جو الفاظ احراری احمدی تنازعہ کے متعلق قرارداد میں استعمال کئے گئے ہیں۔ مجھے ان سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس قرارداد کے متعلق جو بحث کونسل میں ہوئی ہے۔ اس سے ایک بات نہایت نمایاں طور پر واضح ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ پنجاب کی سیاسی دنیا میں وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کے وجود میں ایک ایسا انسان موجود ہے۔ جو اپنے معتقدات کی خاطر اپنے دوستوں کی ایک بہت بڑی تعداد کی مخالفت کے علی الرغم استقامت دکھانے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ نہایت صحت مند آثار ہیں۔ اگر پاکستان کے مسلمانوں کے ہر طبقہ میں سے ان جیسے دل گردے کے انسان اور بھی نکل آئیں تو پنجاب محفوظ ہو جائیگا اور پاکستان کے متعلق کہا جا سکیگا کہ اب وہ بفضلہ ہر خطرہ سے باہر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مسلمانان پاکستان کا حامی و ناصر ہو تاکہ وہ ان فرائض اور ذمہ داریوں کو جو خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وطن عزیز کی طرف سے ان پر عائد ہوتی ہیں پوری دلیری اور دیانتداری سے بجا لائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی برکات سے نوازے۔ آمین"

فضل الٰہی صاحب بشیر مبلغ مشرقی افریقہ کی مراجعت

ربوہ ۲۸ جولائی۔ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر مبلغ مشرقی افریقہ کل مورخہ ۵۲-۷-۲۷ کو بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ تشریف لائے۔ اگرچہ گاڑی سوا تین گھنٹے لیٹ تھی۔ احباب نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر اپنے مجاہد بھائی کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور آئندہ زیادہ سے زیادہ خدمات احمدیت کی توفیق بخشے۔ آمین

مصر میں اب متحدہ مقاصد کے تحت کام کیا جائے گا (ظفر اللہ خاں)

کراچی ۲۸ جولائی وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے مصری انقلاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جس کے تحت شاہ فاروق تخت سے دستبردار ہو کر مصر کو خیرباد کہہ چکے ہیں کہا ہے کہ مجھے امید ہے کہ اب مصر میں متحدہ مقصد کے تحت کام کیا جائے گا اور برطانیہ کے ساتھ جو بھی بات چیت شروع ہوگی وہ اعتماد کے ساتھ کی جائے گی۔ ایران کے متعلق آپ نے کہا کہ یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر مصدق کو ایرانی عوام کی بے پناہ حمایت حاصل ہے تونس کے متعلق آئندہ اقدام کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اب اس مسئلہ کو جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈہ میں شامل کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ آپ نے مزید کہا کہ تونس کے موجودہ وزیر اعظم مسٹر بکوش حکومت فرانس کے مقرر کردہ ہیں۔ اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ فرانس وہاں کے حقیقی نمائندوں سے بات چیت نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ وہ اپنے سے ہی بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی ممالک کے وزرائے اعظم کی مجوزہ مشاورتی کانفرنس کے سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ کانفرنس کے انعقاد کی کوئی معین تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ (ریڈیو پاکستان)

لاہور میں حالات معمول پر آگئے

لاہور ۲۸ جولائی۔ کل مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کے بعد احراریوں کی طرف سے لیگ آفس کے سامنے جو مظاہرہ ہوا تھا۔ اور مسلم لیگ کونسلروں پر خشت باری کی گئی تھی اس کے سلسلے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہونے کے بعد سے اب لاہور میں حالات معمول پر آگئے ہیں آج شہر میں کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا صوبائی لیگ کی کونسلر بیگم جی اے خاں جو خشت باری سے زخمی ہو گئی تھیں۔ ابھی تک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ گو ان کی حالت بہتر ہوتی جا رہی ہے

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

گروہوں اور جماعتوں کو اقلیت قرار دینے کے جملہ مسائل مرکزی قیادت کی بالغ نظری

اور

مدبرانہ فراست پر چھوڑ دینے چاہئیں

مجوزہ اقدام پر نہ صرف دنیا مضحکہ اڑائیگی بلکہ آئینی اور قانونی لحاظ سے ایسی الجھنیں پیدا ہونگی کہ جنہیں کسی صورت حل نہ کیا جا سکیگا

پنجاب مسلم لیگ کونسل میں اقلیت قرار دینے کے متعلق رجعت پسندوں کا ناجائز مطالبہ مسترد کر دیا گیا

لاہور ۲۸ جولائی۔ کل پنجاب مسلم لیگ کونسل میں بعض رجعت پسند ممبران کا یہ مطالبہ کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا جائے منظور نہ ہو سکا۔ برخلاف اس کے محض ۸ کے مقابلے میں ۲۷۲ ممبران کی بھاری اکثریت سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ گروہوں اور جماعتوں کو اقلیت قرار دینے کے جملہ مسائل مرکزی قیادت کی بالغ نظری اور مدبرانہ فراست پر چھوڑ دیئے جائیں اس موقعہ پر پنجاب مسلم لیگ کے صدر میاں محمد ممتاز خان دولتانہ نے ایک معرکۃ الآرا تقریر میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے تمام عواقب سے آگاہ کرنے کے بعد متنبہ کیا کہ اگر سوچے سمجھے بغیر جلد بازی میں کوئی فیصلہ کیا گیا۔ تو اس انوکھے اقدام پر کہ جس کی تاریخ عالم میں اور کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ نہ صرف یہ کہ دنیا پاکستان کا مضحکہ اڑائے گی۔ بلکہ آئینی اور قانونی لحاظ سے ایسی الجھنیں پیدا ہونگی کہ جنہیں کسی صورت بھی حل نہ کیا جا سکے گا۔

اجلاس میں اقلیت قرار دینے کے متعلق ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے سید مصطفےٰ شاہ خالد گیلانی نے تجویز پیش کی کہ چونکہ یہ معاملہ بہت سے قانونی اور آئینی مسائل کا حامل ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو مسلم لیگ کی مرکزی قیادت، اور مجلس دستور ساز کے اراکین کی بالغ نظری پر چھوڑ دیا جائے۔ اس پر شیخ منظور حسین (گوجرانوالہ) عبدالرحمٰن (کہوٹہ) اور مولوی اسلام الدین وغیرہ نے مطالبہ کیا کہ اس مسئلہ کو مرکزی قیادت پر چھوڑنے کی بجائے کونسل کو خود فیصلہ کر کے مرکزی قیادت کو مشورہ کی شکل میں اپنے فیصلے سے مطلع کرنا چاہیئے۔ پونے دو گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا جہاں تک اقلیت قرار دینے کا سوال ہے۔ اس کے متعلق اکثر کونسلر صاحبان نے سیاسی شعور کے لحاظ سے کچھ اچھی سمجھ بوجھ کا ثبوت نہیں دیا۔ عقائد کی بحث سے قطع نظر اس امر سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اقلیت قرار دینے کا سوال ایک آئینی اور سیاسی سوال ہے۔ جو بعض دوسرے مسائل کے ساتھ بری طرح الجھا ہوا ہے۔ آپ لوگوں نے ان جملہ مسائل اور ان بے شمار پیچیدگیوں پر قطعاً غور نہیں کیا ہے۔ اور جب تک آپ تدبر و فراست کے ساتھ ٹھنڈے دل سے ان پیچیدگیوں کا حل تلاش نہ کریں آپ فیصلہ دینا تو کجا مشورہ دینے کے بھی اہل نہیں ہیں۔ اگر پورے غور و خوض کے بعد آپ ان مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ تو آپ بے شک مشورہ دے سکتے ہیں۔ تھوڑی بہت سمجھ بوجھ رکھنے کے باوجود میں ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہونچ سکا ہوں۔ یہ امر میرے لئے محال ہے کہ میں چار دن کے جلسے جلوسوں سے متاثر ہو کر دو ٹوک فیصلہ دے دوں کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنے کے لئے ہمیں تمام پہلوؤں پر غور کرنا ہو گا۔ اور اس کی وجہ سے جو الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا ہونی لازمی ہیں۔ ان کو بھی حل سوچنا ہو گا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں ان میں سے بعض پیچیدگیوں کا یہاں ذکر کر دوں۔

اقلیت کا مطلب

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا سوچئے اقلیت سے مراد کیا ہوتی ہے؟ یہی نا کہ ایک ملک میں کچھ لوگ ایسے بستے ہیں۔ جو اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ عام قانون کے تحت ان کے حقوق محفوظ نہیں رہ سکتے۔ تو وہ اپنے لئے اکثریت سے علیحدہ تحفظات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اقوام عالم کی تاریخ میں آج تک کوئی اس کی دوسری مثال نہیں ہے کہ اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ اکثریت والے گروہ کی طرف سے تحفظ حقوق کے علاوہ کسی اور شکل میں پیش کیا گیا ہو۔ آپ کو یاد ہو گا کہ متحدہ ہندوستان میں ہندوؤں نے خود کبھی نہیں کہا۔ کہ مسلمانوں کو ہم سے علیحدہ کر دو مطالبہ کیا تو ہم نے کیا۔ کہ ہمیں ہندوؤں سے علیحدہ ایک اقلیت قرار دیا جائے۔ ہندو یہی چاہتے تھے۔ کہ وہ ہمیں کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ رکھیں اور ہم علیحدہ تحفظات حاصل نہ کر سکیں۔ آج ہم کسی مصلحت کی بناء پر تاریخ عالم اور تمام دستوری روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ مسلم اکثریت میں سے ایک حصہ کو اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس انوکھے اقدام کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہمارے پاس انتہائی مدلل جواز ہونا چاہیئے۔ ایسا جواز جس سے ہم ہی قائل نہ ہوں۔ بلکہ باقی دنیا کو بھی قائل کر سکیں۔ آجکل کی دنیا میں پاکستان الگ تھلگ زندہ نہیں رہ سکتی اس کی زندگی دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات پر ہی مبنی ہے۔ ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کہیں اس اقدام سے ہماری بین الاقوامی ساکھ پر تو اثر نہیں پڑتا۔ ہمارے خلاف پہلے ہی یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ ہم اقلیت کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر سکتے۔ نئی اقلیتیں بنانے سے اس غلط پروپیگنڈے کو مزید تقویت پہونچے گی۔ اور پھر دنیا والے یہ کہیں گے کہ یہ عجیب لوگ ہیں پاکستان بننے سے پہلے کہتے تھے کہ ہمیں اکثریت سے بچاؤ۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک معمولی سی اقلیت سے بچاؤ پہلے اکثریت کا خوف سوار تھا۔ اور اب اقلیت کا ڈر دامنگیر ہے۔

فیصلے کے نفاذ کا طریق

اس ضمن میں میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے مزید فرمایا اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر ہم نے اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کر بھی دیا۔ تو اس فیصلے کو نافذ کرنے کا طریقہ کیا ہو گا۔ احمدی کی آپ کیا تعریف مقرر کریں گے۔ کسی ملک کا طور طریق اور آئین اٹھا کر دیکھ لو۔ اس ضمن میں ایک ہی تعریف ملے گی۔ اور وہ یہ کہ جو شخص اپنے آپ کو جس مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ اسی مذہب کا پیرو شمار ہو گا۔ جو اپنے آپ کو عیسائی کہتا ہے وہ عیسائی شمار ہو گا۔ اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہی کہلائے گا۔ اگر احمدی بھی جیسا کہ انہوں نے اعلان کیا ہے اپنے آپ کو صرف مسلمان ظاہر کرنا شروع کر دیں۔ تو آپ کیا کریں گے۔ اس کا ایک حل یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ علماء کا ایک بورڈ بنا دیا جائے۔ اور ہر شخص کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ کہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

تصحیح

الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے صفحہ ۹ پر جو نظم حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی شائع ہوئی ہے۔ اس میں پہلے حصہ کے چھٹے شعر کا دوسرا مصرعہ غلط چھپ گیا ہے۔ جو دراصل یوں ہے

خواہش اعلائے حق تھی شوق تھا دیدار کا

احباب تصحیح فرمالیں۔

خطبہ جمعہ

نام بے شک مقدس ہیں لیکن اسلام کے نام سے زیادہ اور کوئی پیارا نام نہیں

قرآن مجید احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی رو سے حکومت وقت کی اطاعت فرض ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۵ جولائی ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ: سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے مختلف شہروں میں ہماری جماعت کے خلاف سخت فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ مجلس احرار کے لیڈروں نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ انہوں نے فسادیں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور یہ کہ وہ امن و قانون کو بحال رکھنے کے سلسلہ میں آئندہ بھی مسلم لیگ کی حکومت سے کامل تعاون کریں گے۔ اور حکومت کو عملاً کے اس وعدے پر یقین بھی آ گیا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ فتنہ ابھی تک جاری ہے۔ اور بعض جگہوں میں اب نئے سرے سے فتنہ سر اٹھا رہا ہے۔ بہرحال جو اطلاعات ہمیں خود احراری کارکنوں ہی سے پہنچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اندرون خانہ کچھ اور باتیں ہوئی ہیں۔ گو بہرحال احرار ظاہری طور پر ایک وعدہ دے کر اپنے مستقر کو صدمہ پہنچا چکے ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں۔ کہ دوستوں کو ابھی دعاؤں پر زور دیتے چلے جانا چاہیئے۔ تاکہ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کی مشکلات کو دور کرے۔ اور اس فتنہ سے اسے محفوظ رکھے۔ مومن جماعت کا اگر کوئی والی وارث ہے۔ تو وہ

اللہ تعالےٰ ہی ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت جو دعا سکھائی ہے۔ اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک اس میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اے اللہ جس طرح خیر تیری طرف سے آتی ہے۔ اسی طرح تو ہی شریر لوگوں کو موقعہ دیتا ہے کہ وہ تیرے بندوں کے خلاف اپنی من مانی کارروائیاں کریں۔ پس ان سے اگر کوئی پناہ کا ذریعہ ہے تو وہ بھی تو ہی ہے۔ پس ہم تیری طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اور بھی مختلف دعائیں سکھائی ہیں مثلاً آپ نے یہ دعا سکھائی ہے

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔

رب کل شیٔ خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا

یا آپ کا الہام ہے۔

یاحفیظ یاعزیز یارفیق

یہ سب دعائیں رد بلا کے لئے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم اور احادیث کی اور بہت سی دعائیں ہیں جو خاص طور پر ان دنوں میں کرنی چاہئیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اس فتنہ میں چند احمدیوں نے کمزوریاں دکھائی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر اعلانات جو کئے گئے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ لیکن پانچ سات جگہوں پر بعض احمدیوں کمزوری بھی دکھائی ہے۔ اور انہوں نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے۔ گو لفظ مرزائی کا استعمال کر کے اپنے دل کو خوش بھی کر لیا ہے۔ بعد میں اگرچہ انہوں نے مخفی پیغام بھجوایا ہے کہ ہم احمدی ہی ہیں۔ لیکن دشمن سے ڈر کر انہوں نے کمزوری ضرور دکھائی ہے۔ جماعت کا اگر ایک آدمی بھی کمزوری دکھائے تب بھی جماعت کے لئے یہ ڈر کا مقام ہے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ

ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

ہر کمزوری گناہوں اور غلطیوں کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ تم یہ دعا مانگو کہ اے اللہ تو ہمارے گناہ معاف کر دے۔ اسی طرح تو اس اسراف کو بھی بخش دے جو ہم نے کیا وثبت اقدامنا اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔ ہمارے قدموں میں کسی قسم کا تزلزل اور کمزوری پیدا نہ ہو۔ اور نہ صرف ہمارے قدموں میں کسی قسم کا تزلزل اور کمزوری پیدا نہ ہو بلکہ وانصرنا علی القوم الکافرین۔ ممکن ہے کہ دشمن ہم پر غلبہ پا جائے۔ اس لئے اے اللہ تو دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرما۔ جہاں چند افراد نے بزدلی سے کام لیا ہے۔ وہاں شاندار نمونے بھی ہیں۔ ایک عورت کو کسی نے کہا کہ تیرا بیٹا احمدیت سے تائب ہو گیا ہے۔ اس پر اس نے بڑے زور سے کہنا شروع کیا (یاد رکھو وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے) اے اللہ اس کی موت کی خبر میں بے شک سنوں اس کے ارتداد کی خبر میں نہ سنوں۔ خدام احمدیہ ملتان لائل پور اور بہت سی دوسری جگہوں کے خدام نے بڑی ہمت سے کام لیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء بہرحال فتنہ ہے۔ اور بہت بڑا ہے۔ اور اس کا علاج دعائیں ہی ہیں۔ ہمارا غلبہ تلوار سے نہیں دعاؤں سے ہوگا۔ اور جب

ہمارا غلبہ دلیلوں سے ہے۔

تلواروں سے نہیں۔ تو جب خدا تعالےٰ چاہے گا۔ مخالفوں کے دل کھول دے گا۔ دلوں کا تبدیل کرنا جہاں مشکل امر ہے۔ وہاں آسان بھی کیونکہ خدا تعالےٰ انہیں ایک منٹ کے اندر بدل بھی سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک عرب آیا۔ اس کا جوش دیکھ کر آپ پر یہ اثر ہوا۔ کہ اگر وہ ہدایت پا جائے تو عرب میں تبلیغ کے لئے مفید رہے گا۔ مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ آخر آپ نے دعا کی۔ اور دعا کے بعد جب اس سے چند منٹ بحث کی۔ تو خدا تعالےٰ نے اس کا دل کھول دیا۔ اور یا تو وہ باتوں باتوں میں گالیوں پر اتر آتا۔ اور یونہی جوش میں آ جاتا تھا۔ اور یا وہ آپ کا چند منٹ میں ہی معتقد ہو گیا۔

پس دلوں کا بدلنا مشکل بھی ہے۔ اور آسان بھی ہے۔ خدا تعالےٰ جب چاہتا ہے ایک منٹ میں دلوں کو بدل دیتا ہے۔ بادشاہ

تلواروں کی لڑائیاں

لڑتے ہیں۔ اور یہ لڑائیاں سالہا سال تک چلتی ہیں۔ قومیں آپس میں گتھم گتھا ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن دل بدلنے ہیں تو ایک منٹ میں بدل جاتے ہیں۔ پس دعائیں کرو اور کرتے جاؤ۔ دشمن تلوار چلاتا ہی لوٹ مار کرتا ہے آگ لگاتا ہے۔ بعض احمدیوں کو اس نے قتل بھی کر دیا ہے۔ لیکن تمہاری لڑائی تلواروں کی نہیں۔ تمہاری لڑائی دلیلوں کی ہے۔ اور تمہاری دلیلوں کو مقبول خدا تعالےٰ نے بنانا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نے ہدایت دے دے۔ تو آج جو شخص تمہارا شدید دشمن ہے۔ ممکن ہے وہ کل کو تمہارا گہرا دوست اور مددگار بن جائے۔

اسی سلسلہ میں میں ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ موجودہ شورش سے متاثر ہو کر

ایک انگریزی اخبار کے نمائندے

یہاں آئے۔ اور انہوں نے مجھ سے انٹرویو لیا۔ جو سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ایک غلطی رہ گئی ہے۔ . .

. . . .

. . . . جس کی تردید سول اینڈ ملٹری گزٹ کو بھجوا دی گئی ہے اور اگر خدا تعالےٰ نے چاہا۔ تو وہ پرسوں یا اترسوں کے پرچہ میں شائع ہو جائیگی (یہ ترمیم شائع ہو چکی ہے دیکھو سول اینڈ ملٹری گزٹ صفحہ ۳ مورخہ ۲۵/۷/۵۲)

اس کے علاوہ باقی انٹرویو جو شائع ہوا ہے۔ وہ قریباً قریباً صحیح ہے۔ میں نے قریباً قریباً صحیح اس لئے کہا ہے کہ عبارت میں بعض معمولی غلطیوں کا رہ جانا ممکن ہے۔

بعض جگہ معروف کی جگہ مجہول فعل استعمال ہو جائے تو مفہوم میں کچھ نہ کچھ فرق پڑ جاتا ہے اور دیکھنے والا چاہے کتنا ہوشیار ہو اس سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور ان کے نتیجہ میں مطالب میں بھی تھوڑا سا فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن ہر غلطی کی تردید مشکل ہوتی ہے اگر ہر چھوٹی غلطی کی تردید کی جائے تو گذارہ مشکل ہو جاتا ہے۔ گھروں میں اکثر اس قسم کی آئے دن غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ میرے ساتھ بھی گھر میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کبھی پگڑی کا شملہ کوٹ کے اندر رہ جاتا ہے یا اسی قسم کی اور کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو بیویاں کہتی ہیں ٹھہریئے ٹھہریئے ذرا شملہ ٹھیک کر لیں لیکن بعض دفعہ پگڑی کا کوئی حصہ اونچا ہو جاتا ہے تو اس پر وہ آواز دینے لگ جاتی ہیں۔ وہ ہمارے ہی مطلب کی بات ہوتی ہے مگر اتنی چھوٹی کہ جب ضروری کام کے وقت ایسا کیا جاتا ہے تو طبیعت پر گراں گذرتا ہے بہرحال یہ

چھوٹے چھوٹے نقائص

ہوتے ہیں انہیں اگر رہنے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ جب انسان چھوٹی چھوٹی گرفت یا غلطی کی اصلاح میں لگ جاتا ہے تو گذارہ مشکل ہو جاتا ہے اور اس کی حالت اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نماز کی نیت باندھتے وقت پہلے کہتا تھا پیچھے اس امام کے اور پھر شبہ کرتا تھا کہ شاید اشارہ ٹھیک نہیں ہوا۔ آخر بڑھتے بڑھتے امام کے پاس پہنچ جاتا۔ اور پہلے دور سے اشارہ کرتا اور پھر امام کو دھکے دینے لگ جاتا کہ پیچھے اس امام کے تب نماز کی نیت باندھتا

پس اتنے وہم میں بھی نہیں پڑنا چاہیئے۔ صرف خدا تعالےٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو عیوب سے پاک ہے۔ انسان میں بہت سے عیوب اور نقائص ہیں اور یہ عیوب اور نقائص بعض اوقات اس کے لئے برکت کا موجب بن جاتے ہیں —

میرے اس بیان میں جو ایک انگریزی اخبار کے نمائندے نے لیا اور وہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں بھی شائع ہوا بعض کمزوریاں رہ گئی ہوں تو ممکن ہے لیکن سوائے اس غلطی کے کہ جس کا ازالہ کیا جا رہا ہے بیان شائع کرنے والے نے اسے

نہایت ایمانداری سے

شائع کیا ہے۔ ہمارے زود نویس بھی بعض دفعہ لکھنے میں غلطیاں کر جاتے ہیں پس اگر بیان میں کوئی معمولی غلطی رہ گئی ہو تو کوئی حرج نہیں میں ان کا ممنون ہوں اور ان کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے اس مضمون کو اس طرح لکھا ہے کہ شاید کوئی احمدی بھی اس طرح نہ لکھتا۔ اس بیان کی وجہ سے جو بے چینی بعض احمدیوں میں پیدا ہوئی ہے وہ ان کی ناتجربہ کاری اور ناواقفیت کی وجہ سے ہے بعض لوگ کام کے وقت تو آگے نہیں آتے لیکن جرح کے وقت پیش پیش رہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے میرے ادب کی وجہ سے یہ لکھ دیا ہے کہ شاید مضمون نویس نے یہ بیان غلط لکھ دیا ہو۔ لیکن میں ایسا آدمی نہیں جو اپنی غلطی کو دوسرے کی طرف منسوب کر دوں۔ اگر بیان میں کوئی غلطی ہے تو وہ میری ہے اور اگر بیان صحیح ہے تو وہ میرا ہے۔ مضمون لکھنے والے نے

نہایت دیانت داری سے

مضمون لکھا ہے۔ آخر میں اسے کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے جس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ میں پہلے مضمون سنا دیتا ہوں۔ اخباروں کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض اہم شخصیتوں کے پاس جا کر ان پر بعض سوال کرتے ہیں اور پھر ان کے جوابات حاصل کر کے اپنے اخبار میں شائع کرتے ہیں۔ اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر ان کے اخبار میں کوئی نیا مضمون آئے گا تو ان کے اخبار کی قدر و قیمت بڑھے گی اگر وہ عوام الناس کے خیال کے متعلق کوئی روشنی ڈال دیں تو اس سے اخبار کی خریداری میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ عوام میں مقبول ہو جاتی ہے اسی غرض کے پیش نظر ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار میرے پاس آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ احمدیوں کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ یہ حکومت میں داخل ہو کر اس پر

قبضہ کرنا چاہتے ہیں

انہوں نے مناسب سمجھا کہ وہ میرے پاس آئیں۔ اور معلوم کریں کہ احمدی کیا چاہتے ہیں۔ آیا احمدی یہ چاہتے ہیں کہ وہ حکومت پر قبضہ کر لیں یا نہیں؟ احراری علماء کے خیال میں (یا ان کے افتراؤں کے مطابق) احمدی انقلاب برپا کر کے حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے شام میں کئی دفعہ انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ اور جیسے اب مصر اور ایران میں انقلاب برپا ہوا ہے اور اردن میں بھی ایک شکل میں انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ اگرچہ وہ پوری طرح نہیں ہوا۔ بہرحال باہر مولویوں کی طرف سے مشہور کیا جاتا ہے کہ احمدی بھی اپنے آدمیوں کو حکومت میں داخل کر کے اس قسم کا انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جب یہ پروپیگنڈا سنا تو وہ یہاں آئے اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا ایسا خیال ہے اس کا جواب جو انہوں نے میری طرف منسوب کر کے شائع کیا ہے وہ صحیح ہے۔ میں نے کہا میرے خیال میں ایسا نہیں اور نہ کوئی عقلمند ایسا خیال کر سکتا ہے۔ ہماری جماعت

اتنی چھوٹی ہے

کہ سینکڑوں میں سے ایک احمدی ہے۔ اگر احمدی حملہ کر کے کراچی کے دفتر پر قبضہ بھی کر لیں تو وہ کتنے دنوں تک اس قبضہ کو قائم رکھ سکیں گے اکثریت کے پاس اسلحہ ہے۔ فوج ہے۔ اگر احمدی ایسی حماقت کریں گے تو وہ چند منٹ میں ختم ہو جائیں گے اور وہ کونسا احمدی ہوگا جو ایسا کرے۔ یہ تو ہماری حماقت کی علامت ہو گی کہ ہم ایسا کام کریں جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہیں کر سکتا۔ دراصل ان کی غرض تھی کہ عوام الناس کے شبہات دور ہو جائیں اور ان پر واضح ہو جائے کہ احمدی حکومت پر قبضہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ میں نے ان کے دماغ سے پوچھا ہے انہوں نے اس کی تردید کی ہے۔ میں نے انہیں یہ دلیل دی کہ ایسا کرنا عقلاً بھی درست نہیں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ

خلیفہ کی اطاعت

ضروری ہے یا گورنمنٹ کی؟ اگر جماعت اور گورنمنٹ میں اختلافات بڑھ جائیں تو جماعت آپ کی فرمانبرداری کرے گی یا گورنمنٹ کی؟ یہ سوال کئی سال سے چلا آتا ہے۔ انگریزوں کے وقت میں بھی یہ سوال اٹھا تھا۔ کہ ہمارا اور آپ کا اتحاد کیسے ہو سکتا ہے جبکہ جماعت آپ کی فرمانبرداری کو ضروری خیال کرتی ہے۔ اس سوال کا جو جواب میں نے دیا تھا وہ بھی انہوں نے درست لکھا ہے۔ کہ ہماری مذہبی تعلیم یہ ہے کہ

حکومت وقت کی اطاعت

کی جائے۔ ہم آیات قرآنیہ نکال نکال کر کہتے ہیں کہ حکومت وقت کی فرمانبرداری ضروری ہے ہم احادیث نکال نکال کر کہتے ہیں کہ حکومت وقت کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ پھر میں اپنے متبوع کی نافرمانی کیسے کر سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو یہی لکھتے آئے ہیں۔ کہ حکومت وقت کی اطاعت کی جائے اور میں خود بھی ۳۵-۳۶ سال سے یہی کہتا چلا آیا ہوں کہ حکومت وقت کی اطاعت کرو۔ آخر میں اپنے قول کی مخالفت کیونکر کر سکتا ہوں۔ دراصل ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ کا محافظ خدا تعالےٰ ہے اور وہ اس سے ایسی غلطیاں سرزد نہیں ہونے دے گا جو اصولی امور کے متعلق ہوں۔ پس اس سوال کا اصل جواب تو یہ تھا کہ خلیفہ ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔ لیکن اس جواب سے غیر احمدیوں کی تسلی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے متعلق یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔ اس قسم کے سوال فرضی کہلاتے ہیں۔ ان کے جوابات بھی دیئے جا سکتے ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سوال فرضی ہے۔ اسی لئے میں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ لیکن اگر میں ایسا جواب دیتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ غیر احمدیوں کے شبہات دور نہ ہوتے۔ بلکہ وہ کہتے یہ سوال کو ٹلا گئے ہیں۔ پس میرے اس جواب سے جو ہوتا تو بالکل درست سچائی ظاہر نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسے موقع پر مناسب یہی ہوتا ہے کہ اس فرضی سوال کا جواب بھی دے دیا جائے چنانچہ میں نے اس سوال کے جواب میں اس نمائندے سے یہ کہا کہ جب جماعت کا خلیفہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کرو۔ احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کرو۔ میں خود ۳۵-۳۶ سال سے اس بات کی تلقین کر رہا ہوں کہ حکومت وقت کی اطاعت ضروری ہے۔ حکومت وقت کی نافرمانی کی تعلیم دے گا۔ تو لازماً جماعت اس سے پوچھے گی کہ یہ حوالے کہاں گئے آپ ہمیں اب کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟ درحقیقت ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

خلیفہ خدا تعالےٰ کی حفاظت

میں ہوتا ہے اور خدا اسے اس قسم کی غلطی نہیں کرنے دیتا جو اصولی امور سے تعلق رکھتی ہو۔ پس یہ سوال ہی غلط ہے ایسا موقعہ آ ہی نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ کا سچا خلیفہ حکومت وقت سے بغاوت کی تعلیم دے۔ وہ خدا تعالےٰ کی حفاظت میں ہے اور وہ یہ غلطی نہیں کر سکتا لیکن بعض دفعہ فرضی سوال کا فرضی جواب بھی دینا پڑتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس قسم کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر خدا تعالےٰ کا کوئی بیٹا ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کروں گا۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا کوئی بیٹا ہے ہی نہیں تو اس کی عبادت کیسی لیکن اس قسم کے جواب کی ضرورت تھی۔ کیونکہ دشمنان اسلام کے دلوں میں شبہات تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتے ہیں اس کے بیٹے کے منکر ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ پر ایمان بھی لایا جائے اور اس کے بیٹوں کا انکار بھی کیا جائے گو

حقیقت یہ ہے

کہ خدا تعالےٰ کا بیٹا ہے ہی نہیں لیکن یہ چیز دشمنان اسلام کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتی تھی۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح جواب پر اصرار کرتے تو دشمنان اسلام آپ کی بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس لئے آپ کی طرف سے اللہ تعالےٰ نے اس کا یہ جواب دیدیا کہ اگر خدا تعالےٰ کا کوئی بیٹا ثابت ہو تو تم لوگوں سے بھی پہلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی عبادت پر تیار ہو جائیں گے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے عاشق ہیں۔ میری اصل بات تو یہ ہے کہ خلیفہ حکومت وقت کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتا۔ وہ خدا تعالےٰ کی حفاظت میں ہے وہ معمولی امور میں غلطی کر سکتا ہے لیکن اہم امور میں غلطی نہیں کر سکتا خدا تعالےٰ اس کی نگرانی کرے گا اور علم

امور میں غلطی کرنے سے اُسے بچائے گا۔ لیکن غیر احمدی یہ چیز نہیں سمجھ سکتے۔ اگر اس سوال کا یہ جواب دیا جاتا کہ خلیفہ ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔ تو وہ کہتے۔ کہ خلیفہ انسان ہے اور جب وہ انسان ہے۔ تو وہ غلطی بھی کر سکتا ہے۔ پس ان کے لئے مناسب جواب یہی تھا۔ کہ فرض کر دیہ مسئلہ نہ بھی ہوتا کہ خدا تعالیٰ خلیفہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور خلیفہ ایسی تعلیم دے دے۔ تو چونکہ وہ تعلیم قرآن و حدیث اور سلسلہ کی تعلیم کے خلاف ہوگی۔ احمدی اس کی بات کبھی نہ مانیں گے۔ اور کہیں گے کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ کیونکہ تعلیم قرآن و

حدیث کے خلاف

ہے۔ جس کے رُو سے حکومت وقت کی اطاعت واجب ہے۔ بہرحال میرا یہ جواب ایک فرضی سوال کا جواب تھا۔ اگر اصل جواب دیا جاتا۔ کہ خلیفہ ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ تو غیر احمدی اس جواب کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی لکھا ہے۔ کہ اگر میرا الہام قرآن کریم کے خلاف ہوتا۔ تو میں اسے پھینک دیتا۔ اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات قرآن کریم کے خلاف ہوتے تھے۔ بلکہ درحقیقت اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ آپ کے الہامات قرآن کریم کے خلاف جا ہی نہیں سکتے تھے۔ پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ قرآن کریم کے احکام کے خلاف نہیں جا سکتا۔ خلیفہ کے لئے ناممکن ہے۔ کہ احادیث کے خلاف جائے۔ وہ ہمیشہ حکومت کی اطاعت کرے گا۔ کیونکہ اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے متبوع کے خلاف جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں صاف طور پر فرمایا ہے۔ کہ حکومت وقت کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن اگر ہم یہ فرض کریں کہ خلیفہ اس کے اُلٹ جا سکتا ہے۔ تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ جماعت بھی اس صورت میں اس کی نافرمانی کر سکتی ہے۔ پھر

ایک سوال یہ کیا گیا

کہ اگر گورنمنٹ یہ فیصلہ کر دے کہ احمدی مسلمان نہیں تو آپ کیا کریں گے۔ یہ سوال بھی فرضی تھا۔ اصل جواب تو یہ تھا۔ کہ گورنمنٹ ایسا کیوں کرے گی۔ اگر گورنمنٹ ایسا کرے گی۔ تو وہ بدنام ہو جائے گی لیکن ایک غیر احمدی کے نزدیک یہ بات بھی قابل تسلیم نہیں۔ اس کے دل میں یہ خیال ہے۔ کہ احمدی کبھی نہ کبھی بغاوت کریں گے۔ مولویوں نے دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں یہ ڈال دیا ہے۔ اور ہمیں انہیں یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ مولویوں کا یہ پروپیگنڈا غلط ہے۔ اگر ہم اس فرضی سوال کا جواب نہ دیتے۔ تو ان کا شبہ قائم رہتا۔ اور اس کی حقیقت نہ کھلتی۔ بیشک ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم فرضی سوالوں سے بچتے رہیں۔ لیکن ہمارا یہ فرض بھی ہے۔ کہ اگر ان فرضی سوالوں کے جواب نہ دینے سے دھوکہ لگتا ہو۔ تو ہم عام طریقہ چھوڑ کر ان کے جواب دیں۔ سوال تھا کہ اگر حکومت

احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیدے تو آپ کیا کریں گے اس کا ایک ہی جواب ہو سکتا تھا۔ خواہ وہ جواب کسی احمدی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ کہ ہم احمدی نام اُڑا دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام احمدی نہیں رکھا۔ وہ نام

سنسس census کے لئے

رکھا گیا تھا۔ اور اسلام خدا تعالیٰ کا رکھا ہوا نام ہے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کہا ہے۔ کہ ہم نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب یہ سیدھی بات ہے۔ کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز کے لئے قربان کیا جا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام پر جب کوئی مجبوری پیش آئے۔ تو آدمیوں کے رکھے ہوئے نام کو قربان کرنا پڑے گا اگر کوئی حکومت یہ فیصلہ کر دے۔ کہ احمدی مسلمانوں کے حقوق سے محروم ہیں۔ تو وہ ہمارے ناموں سے تو فیصلہ نہیں کر سکتی۔ نام تو ہم سب کے ایک سے ہیں۔ وہ سوال کرے گی کہ تم کون ہو؟ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہمارے نوجوان کہیں گے۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ سوال کریں گے۔ کہ کون سے مسلمان؟ ہم کہیں گے کہ وہی مسلمان جو قرآن میں مذکور ہیں۔ وہ اور تشریح کروائیں گے۔ کہ کون سے فرقے سے متعلق ہیں۔ کہ قرآن میں جو فرقے لکھے ہوں تو وہ بیان کر دیں۔ میں بتا سکوں گا۔ مجھے تو قرآن میں مسلمان ہی کا لفظ نظر آیا ہے۔ غرض اگر گورنمنٹ قانوناً

احمدی لفظ پر پابندی لگا دیگی

تو ہمارے لوگ اپنے آپ کو احمدی نہیں کہیں گے۔ بلکہ مسلمان کہیں گے۔ پہلے بھی ایسی شرارتیں کی گئی ہیں چنانچہ ایک افسر نے آرڈر دے دیا تھا۔ کہ اس کے ماتحت جتنے افراد ہیں۔ ان کی فرقہ وار فہرست تیار کی جائے۔ مجھے بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ اب کیا کیا جائے۔ تو میں نے کہا۔ تم اپنے فرقہ کا نام نہ لکھاؤ بلکہ کہو ہم مسلمان ہیں۔ اگر وہ پوچھیں۔ کون سے مسلمان تو تم کہو ہم وہی مسلمان ہیں جن کو قرآن کریم نے مسلمان کہا ہے۔ اتنے میں حکومت کو پتہ لگ گیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ اس قسم کے سوال نہیں کرنے چاہئیں۔ پس

ہمارا اصل نام مسلمان ہے

صرف دوسرے فرقوں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے ہم نے اپنا نام احمدی رکھا ہوا ہے۔ اور کیا یہ عجیب بات نہیں ہوگی۔ کہ کوئی شخص اس نام کو تو اہمیت نہ دے جو خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اور اس نام کو اہمیت دے۔ جو دوسرے لوگوں سے امتیاز رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ ہمارا نام خدا تعالیٰ نے مسلمان رکھا ہے۔ احمدی نام تو سنسس census میں اپنے آپ کو الگ طور پر دکھانے کے لئے رکھا گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد جو جلالی نام تھا۔ اور ایک احمد جو جمالی نام تھا۔ یہ زمانہ آپ کی صفت جمالی کے ظہور کا تھا

اور چونکہ ہم بھی جمالی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت احمد سے نسبت رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا نام احمدی رکھ دیا ہے۔

پس احمدی نام ضرورت کی وجہ سے رکھا گیا ہے کسی الہام کی بنا پر نہیں رکھا گیا۔ اور اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہوگی۔ کہ جانیں ضائع ہوں۔ نوکریاں جائیں لڑکوں کی تعلیم بند ہو جائے۔ لیکن ہم اس نام کو فخرانہ طور پر استعمال کرنے پر اصرار کریں۔ جو ضرورت کی بناء پر دوسرے فرقوں سے امتیاز کے لئے رکھا گیا تھا۔ پس جس مجلس میں اس نام پر پابندی لگائی جائے گی۔ ہم اس مجلس میں یہ نام چھوڑ دیں گے۔ اگر عدالت میں اس نام پر پابندی لگائی گئی۔ تو ہم عدالت میں کہیں گے۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اگر عدالت سے باہر کوئی پوچھے گا۔ تو ہم کہیں گے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ جس سے قانون روکے گا۔ ہم رک جائیں گے۔ غرض اگر حکومت پاکستان یہ قانون بنا دے کہ احمدی مسلمان نہیں۔ تو ہم حکومت کے جس دفتر میں جائیں گے۔

اپنے آپ کو مسلمان کہینگے

آخر وہ یہی قانون بنائیں گے۔ کہ وہ مسلمان جو کسی وقت اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتے تھے۔ اب مسلمان نہیں۔ مگر یہ کیسی ہنسی والی بات ہوگی۔ کہ حکومت پاکستان ایسے قواعد بنا رہی ہے۔ کہ وہ مسلمان جو کسی وقت احمدی کہلاتے تھے۔ اب مسلمان نہیں رہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ حربہ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ باقی روحانیت میں کوئی اونچا ہوتا ہے۔ اور کوئی نیچا۔ مثلاً آم ہے سڑا ہوا بھی آم ہوتا ہے۔ اچھا آم بھی آم ہوتا ہے۔ ایک اچار والا آم ہوتا ہے۔ دوسرا کھانے والا آم ہوتا ہے۔ ایک کھٹا آم ہوتا ہے۔ تو ایک میٹھا آم ہوتا ہے۔ چاہے تم اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دو۔ آم آم ہی ہے۔ پس نہ ہم دوسروں کو اسلام کے نام سے محروم کر سکتے ہیں۔ اور نہ وہ ہمیں محروم کر سکتے ہیں۔

پھر ایک سوال یہ تھا۔ کہ اگر گورنمنٹ صدر انجمن احمدیہ کو خلاف قانون قرار دیدے تو آپ کیا کریں گے۔ یہ بھی فرضی سوال تھا۔ اس کا ایک جواب یہ بھی ہو سکتا تھا۔ کہ یہ سوال فرضی ہے۔ گورنمنٹ ایسی پاگل کیوں ہونے لگی۔ کہ وہ یہ خلاف عقل بات کرے۔ اگر میں یہ جواب دیتا۔ تو غیر احمدیوں کے دلوں میں یہ بات گڑ جاتی۔ کہ انہوں نے جواب سے گریز کیا ہے۔ در حقیقت ان کے ارادے حکومت کے بارہ میں اچھے نہیں۔ پس باوجود فرضی سوال ہونے کے میرے لئے جواب دینا ضروری تھا۔ تا غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

اس لئے میں نے جواب دیا۔ کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ہمارا مذہب ہے کہ

تم حکومت سے نہ لڑو

قرآن کریم کہتا ہے کہ تم حکومت سے نہ لڑو۔ تم حکومت وقت کی اطاعت کرو۔ یا اس ملک سے چلے جاؤ۔ پس گو میں اس سوال کا یہ جواب دے سکتا تھا۔ کہ یہ فرضی سوال ہے۔ اور میں اس کا جواب نہیں دیتا لیکن سوال کرنے والے نے حکومت کو مدنظر رکھ کر یہ سوال نہ کیا تھا۔ اس نے یہ سوال پبلک کو مدنظر رکھ کر کیا تھا۔ اور یہ پبلک مولویوں سے متاثر ہو کر میری خاموشی سے یہ نتیجہ نکالتی۔ کہ انہوں نے کسی وقت حکومت سے ضرور لڑنا ہے۔ تبھی جواب سے گریز کر گئے ہیں۔ پس میں نے باوجود سوال کے فرضی ہونے کے اس کا جواب دے دیا۔ اور کہا کہ اگر گورنمنٹ نے صدر انجمن احمدیہ کو خلاف قانون قرار دیدیا۔ تو ہم اس کا اور نام رکھ دیں گے۔ حکومت آخر نام کو ہی خلاف قانون قرار دے گی۔ حکومت یہ قانون تو نہیں بنا سکتی۔ کہ سکول بنانا خلاف قانون ہے۔ تبلیغ کرنا خلاف قانون ہے۔ بیواؤں کی مدد کرنا خلاف قانون ہے اور یہی کام ہیں جو ہم کرتے ہیں۔ اگر حکومت ایسا قانون بنائے گی۔ تو دوسری حکومتیں اس پر ہنسیں گی۔ پھر دوسری انجمنیں بھی اس قانون کی زد میں آ جائیں گی۔ پس میں نے اس سوال کا یہ جواب دیا۔ کہ اگر حکومت نے صدر انجمن احمدیہ پر

پابندی عائد کردی

تو اس کا نام بدل دیا جائے گا۔ اس کے سوا اور جواب کیا ہو سکتا ہے۔ اگر ہم نام نہیں بدلیں گے۔ تو ہمیں حکومت کے ساتھ لڑنا ہوگا۔ اور حکومت کے ساتھ لڑنا ہماری تعلیم کے لحاظ سے ناجائز ہے۔ اور یا پھر ہمیں اپنا کام چھوڑ دینا ہوگا۔ ہمیں اسلام کی خدمت چھوڑ دینی ہوگی۔ یہ چیز بھی جائز نہیں۔ جب یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں تو وہی چیز باقی رہ گئی۔ جو میں نے کہی ہے۔

ایک شخص نے بڑا تیر مارا ہے۔ جس نے لکھا ہے کیا ہم وہ نام چھوڑ دیں گے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا تھا مجھے اس پر ہنسی آ گئی۔ کیونکہ یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس فقرہ میں رکھا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس انجمن کا مستقل مرکز قادیان رہے گا۔ اگر اس نام کو چھوڑنا حرام تھا۔ تو قادیان کیوں چھوڑا۔ در اصل یہ پیشگوئی ایک لمبے عرصے کے لئے تھی۔ بیچ میں بعض روکیں بھی آ سکتی ہیں۔ ہمارا اصل کام خدمت اسلام ہے۔ ہمیں ناموں اور جگہوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ جس طرح سے ہم یہ کام کر سکیں گے۔ اور جس ملک میں یہ کام کر سکیں گے۔ کریں گے۔ احمدی نام اگر اس کام میں روک بنے گا

تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس فقرہ میں یہ نام رکھا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ مقام اس انجمن کا قادیان رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالے نے اس کو برکت دی ہے۔ اگر ہم قادیان چھوڑ کر یہاں آگئے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا ہوا نام ہم کیوں نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر تم وہاں یہ کہتے ہو۔ کہ قادیان چھوڑنے میں ہمارا کوئی اختیار نہیں تھا۔ حکومت نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ ہم آگئے۔ تو پھر فرض کرو۔ اگر کوئی حکومت ہماری انجمن کو خلاف قانون قرار دیدے۔ تو تمہیں اس انجمن کو یا دوسرے لفظوں میں اس کے نام کو چھوڑنا پڑے گا۔ ہمارا اصل کام یہ ہے۔ کہ ہم دنیا میں خدا تعالے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کر دیں۔ خواہ یہ کام کسی نام کے نیچے کرنا پڑے۔ واقعہ مشہور ہے۔ کہ کسی راجہ نے بینگن کھائے۔ اسے بینگن اچھے لگے۔ اس نے دربار میں ذکر کیا۔ کہ بینگن بڑی اچھی چیز ہے۔ اس پر ایک درباری نے کھڑے ہو کر کہا۔ واقعی بینگن بڑی اچھی چیز ہے۔ طب میں اسکی یہ یہ خصوصیات بیان ہیں۔ خون میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ سرد مزاجوں کے لئے مفید چیز ہے۔ پھر حضور دیکھتے ہیں اس کی شکل بالکل یوں معلوم ہوتی ہے۔ گویا کوئی صوفی ہے۔ جس نے سر پر سبز عمامہ رکھا ہوا ہے۔ اور درختوں کے جھنڈ میں بیٹھا عبادت کر رہا ہے۔ بادشاہ نے دو چار دن متواتر بینگن کھائے۔ تو اسے بواسیر ہو گئی۔ اس نے دربار میں پھر اس کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ ہم تو سمجھتے تھے۔ بینگن بڑی اچھی چیز ہے۔ یہ تو بڑی نقصان دہ چیز ہے۔ اس پر وہی درباری پھر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے کہا۔ حضور بھلا یہ بھی کوئی سبزی ہے۔ آخر طب میں ایک چیز کے جہاں فوائد لکھے ہوتے ہیں۔ وہاں نقائص بھی لکھے ہوتے ہیں۔ اس درباری نے اس کے نقائص گننے شروع کئے۔ اور پھر کہا۔ حضور دیکھئے۔ اس کی شکل بالکل ایسی ہے۔ جیسے کسی چور کا منہ کالا کر کے پھانسی پر لٹکایا گیا ہو۔ دوسرے درباریوں نے اسے ڈانٹا کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ اس دن تو بینگن کی تعریف کر رہے تھے۔ اب اس کی مذمت کر رہے ہو۔ اس نے کہا۔ میاں میں بینگن کا نوکر نہیں۔ راجہ کا نوکر ہوں۔

پس نام میں کیا رکھا ہے۔ نام بے شک مقدس ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام سے زیادہ مقدس نہیں۔ نام بے شک پیارے ہیں۔ لیکن اسلام کے نام سے زیادہ اور کوئی پیارا نام نہیں۔ اگر خدا تعالے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر ہمیں نام اور مقام چھوڑنے پڑیں۔ تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے۔ لیکن اپنا کام کر کے چھوڑیں گے۔ ہم نے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ گاڑنا ہے اپنا یا بیگانہ کوئی اعتراض کرے۔ پروا نہیں ہونا چاہیے جو میں نے کہا ہے۔ اور وہی ایک دن ہم کر کے دکھائیں گے انشاء اللہ

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۵۲ء

جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہے

کل مورخہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء کو پنجاب مسلم لیگ کونسل نے ختم نبوت کے متعلق جو قرارداد منظور کی ہے۔ کہ "اس تجویز سے پیدا ہونے والے آئینی مسائل کا فیصلہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت اور مجلس آئین ساز کے اراکین میں کمل اعتماد رکھتے ہوئے ان کی بالغ نظری پر چھوڑ دیا جائے۔" بلحاظ نتیجہ کے گو کسی قدر درست ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلم لیگ کے اصولوں اور اپنی گذشتہ تمام زندگی کے عمل کے مطابق مسلم لیگ کونسل کو کسی ایسی بات کو زیر بحث لانا ہی صحیح نہیں تھا۔ جس میں کسی ایسی جماعت یا فریق کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا سوال ہو۔ جبکہ وہ جماعت مسلم لیگ کے اولین اصول اور ہمیشہ کے عمل کے مطابق آج تک مسلم تسلیم کی جاتی رہی ہے۔

مسلم لیگ مسلمانوں کی ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس کا اصول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اور مسلمان کہتا ہے۔ اس کا رکن ہو سکتا ہے۔ اس اصول کے مطابق کم از کم یہ کام مسلم لیگ کا نہیں ہے۔ کہ وہ کسی ایسی بات پر غور کرے۔ جو اس کے نزدیک کسی مسلمہ مسلم جماعت کے خارج از اسلام قرار دینے کے متعلق ہو۔ خواہ اس جماعت اور بعض دوسرے مسلمان علماء میں کتنا بھی اختلاف کیوں نہ ہو۔

اگرچہ حقیقت یہ ہے۔ کہ احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں قطعاً کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ اور جو اختلاف "ختم نبوت" کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ جس کو بعض خود غرضوں نے محض ہنگامہ آرائی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ یہ اختلاف بھی محض تخیل کی کھینچ تان کا نتیجہ ہے۔ اور ہمیں حیرانی ہے۔ کہ کونسل میں اس کے متعلق بعض نہایت غیر ذمہ دارانہ اور غیر متعلقہ تقریریں کی گئی ہیں۔ اور احمدی مسلمانوں پر ایسے الزامات لگائے گئے ہیں۔ جن کی صفائی کا انہیں موقع تک دینا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ حالانکہ اپنی ان تقریروں میں بعض مسلم لیگیوں نے احراریوں کے محرف کئے ہوئے حوالے پیش کئے ہیں۔

اگرچہ ہم میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ انہوں نے ان تمام غیر ذمہ دارانہ تقریروں کی اپنی سلجھی ہوئی تقریر میں قلعی کھول دی ہے۔ مگر ہمیں تو مسلم لیگ کے بنیادی اصولوں کے پیش نظر یہ توقع تھی۔ کہ اس قسم کی کوئی تجویز سرے سے مسلم لیگ کونسل میں پیش کرنے کی اجازت ہی نہیں دی جائے گی۔ جو مسلم لیگ کے بنیادی اصولوں اور اس کی تمام زندگی کے عمل کی کھلی کھلی تردید پر مبنی ہو۔

ہم پوچھتے ہیں۔ کہ چودھری ظفر اللہ خاں جو مسلمہ طور پر احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی آج ہی مسلم لیگی حکومت کے وزیر خارجہ نہیں ہوئے بلکہ سنہ ۱۹۳۱ء میں آپ مسلم لیگ کے دہلی کے اجلاس کی صدارت بھی کر چکے ہیں۔ کیا اس وقت چودھری ظفر اللہ خاں احمدی مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ آج ہی احمدی ہوئے ہیں۔ اس وقت کیوں نہ مسلم لیگ نے ایسی تجویز پر غور کیا۔ ایسی تجویز جس کا مفہوم احمدی مسلمانوں کو خارج از اسلام قرار دینا ہو۔ مسلم لیگ کی کسی مجلس کا خواہ وہ شہری ہو۔ ضلعی ہو صوبائی ہو۔ یا آل پاکستان مسلم لیگ ہو اور یا دستور ساز اسمبلی ہو۔ ہرگز یہ مقام نہیں ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ پر غور کرے۔ جو صریحاً اس کی بنیاد کو ہی متزلزل کرنے والا ہو۔

جیسا کہ فاضل وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے۔ معمولی عقل کا اصول تو یہی ہے کہ جو اپنے آپ کو سکھ کہتا ہے۔ وہ سکھ ہے۔ جو مسلمان کہتا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ اور جو عیسائی کہتا ہے وہ عیسائی ہے۔ اور قرآن کریم اور احادیث نبویؐ میں بھی یہی اصول بیان ہوا ہے۔ محض چند برخود غلط علماء اور احراریوں کی دھاندلی سے مرعوب ہو کر ہمیں عقل اور قرآن وحدیث کے اصول کی نفی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور ہم پھر تعریف کرتے ہیں۔ کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے اس حقیقت کو اپنی کل والی تقریر میں صاف صاف لفظوں میں واشگاف کر دیا ہے۔

قرارداد میں جو یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ کہ
احمدیت کے پیروؤں کی اپنی اس روش کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ نہ صرف مذہبی معاملات میں بلکہ شہری اور مجلسی زندگی میں بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے جدا کرنے میں انتہا پسندی سے کام لیتے رہے ہیں۔

یہ حصہ قرارداد بالبداہت غلط ہے۔ اور محض غلط پراپیگنڈا کا نتیجہ ہے۔ احمدی مسلمانوں کا دوسرے مسلمانوں سے تبعد دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کے آپس کے تبعد سے کسی طرح زیادہ نہیں۔ کیا احمدی مسلمانوں کا دوسرے مسلمانوں سے شیعوں سے زیادہ تبعد ہے؟ اس بات کی تحقیقات مولوی مودودی صاحب سے کی جائے۔ جنہوں نے شیعوں کو اور احمدی مسلمانوں کو اپنی حکومت الٰہیہ میں ایک ہی صف ✖ ✖ میں شمار کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ احراریوں نے ظلماً اور چند برخود غلط علماء نے سادگی سے جو اس وقت مسلمانوں کی ضروریات سے محض ناواقف ہیں۔ محض دھاندلی سے یہ سوال پیدا کر دیا ہے۔ اور ہمیں معاف رکھا جائے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ در اصل یہ مسلم لیگ اور مسلم لیگی حکومت کو فیل کرنے کے لئے اسٹنٹ کھڑا کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مودودی صاحب کی لادینی جماعت اور کمیونسٹوں تک اس دھاندلی میں شرکت کر رہے ہیں۔

ضروری ہے۔ کہ مسلم لیگ کی بالغ نظر قیادت اس بات کو سمجھے اور اس فتنہ کا جلد از جلد سدباب کرے۔

درخواست ہائے دعا

(۱) میرا عزیز بھائی شمشاد احمدؐ جو عرصہ چھ سات سال سے بعارضہ کھانسی صاحب فراش ہے۔ آج کل زیادہ تکلیف میں ہے۔ احباب کرام درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ شافی مطلق اسے شفا کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے (خاکسار شبیر احمدؐ نائب وکیل المال ربوہ) (۲) مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ سیرالیون بیمار ہو جانے کی وجہ سے واپس پاکستان آ رہے ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ مولوی صاحب موصوف کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعا فرماتے رہیں۔ خاکسار عطاء اللہ۔ (۳) میں اپنی بچی کو لاہور علاج کی غرض سے لیکر آیا ہوں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ میرا پتہ یہ ہے:۔
ڈاکٹر سید غلام غوث ۱۸ برج روڈ پرانی انار کلی لاہور۔

جماعت اہلحدیث کو بھی اقلیت قرار دو

جبکہ وہ خود کہتے ہیں

"ہماری جماعت اہلحدیث بھی اقلیت میں ہے اسکے حقوق کا بھی خیال رکھا جائے"

احراری اخبار آزاد لکھتا ہے:-

"مرزائی اپنے آپ کو خود اقلیت تسلیم کرتے ہیں۔ پھر حکومت انہیں اقلیت کیوں قرار نہیں دیتی۔" (آزاد ۲۴ر جولائی ۵۲ء)

دراصل آزاد کو غلطی لگی ہے۔ احمدیوں نے تو کبھی بھی اپنے آپ کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نہیں کیا۔ البتہ جماعت اہلحدیث نے ایسا مطالبہ ضرور کیا ہوا ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث امرتسر (۲ر دسمبر ۳۲ء صفحہ ۷ کالم نمبر ۳) لکھتا ہے:-

(۱) "دوسری راؤنڈ ٹیبل کانفرنس لندن میں ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کے بعد اسکی کوشش کی کہ اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے وزیر اعظم صاحب۔ مہاتما گاندھی و ہز ہائینس سر آغا خاں سے بذریعہ تار استدعا کی جائے۔ کہ ہماری جماعت اہلحدیث بھی اقلیت میں ہے۔ اس کے حقوق کا بھی خیال رکھا جائے۔ افسوس کہ یہ آرزو بھی بر نہ آئی۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲ر دسمبر ۳۲ء صفحہ ۷ کالم ۳)

(۲) "دنیاوی سیاست میں افراد اہلحدیث کا برادران وطن سے اشتراک میں مذہب اہلحدیث کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ہاں بدعتیوں۔ حنفیوں شیعوں قادیانیوں وغیرہم کے ساتھ رہنے اٹھنے۔ بیٹھنے اور ان کے ساتھ اشتراک کرنے میں ان میں جذب ہو جانے کا خوف ضرور ہے۔ پس افراد اہلحدیث کو ان حضرات سے اجتناب ضروری ہے ورنہ مذہب اہلحدیث ختم ہو جائے گا۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ۷ر فروری ۳۷ء)

پس جبکہ اہلحدیث اپنے آپ کو خود اقلیت تسلیم کرتے ہیں۔ اور مسلمان فرقوں سے اپنے آپ کو الگ سمجھتے ہیں۔ تو پھر انہیں اقلیت کیوں نہیں قرار دیا جاتا؟ کیا ہم امید رکھیں۔ کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرنے والے اہلحدیث کو بھی اقلیت قرار دینے کے لئے قرار دادیں پاس کر کے گورنمنٹ کو توجہ دلائیں گے۔ کہ اہلحدیث کو اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہم اقلیت ہیں۔ (خاکسار محمد عبد الحق مجاہد امرتسری گنج مغلپورہ)

"زمیندار" میں مسٹر نصیر الحق کی غلط بیانی

اخبار "زمیندار" میں محمد نصیر الحق بی کام نے ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں یہ شکایت کی گئی ہے۔ کہ "مرزائی نوجوان" دھوکے سے ایک محضر نامے پر اپنی تائید میں مسلمانوں کے دستخط حاصل کر رہے ہیں۔ بیان میں مسلمانوں کو انتباہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہوشیار رہیں۔ اور "مرزائیوں کے ہتھکنڈوں" سے بچیں۔

اعتقادی اختلافات الگ چیز ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ مسٹر نصیر الحق نے اس بیان میں خلاف واقعہ امور بیان کر کے صریحاً غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ میرے ساتھ ان کے جو دوستانہ تعلقات تھے۔ ان کے لحاظ سے بھی اور پھر انہیں با اصول اور انصاف پسند ہونے کا جو ادعا ہے۔ اس کے لحاظ سے بھی مجھے ان سے اسکی ہرگز توقع نہ تھی۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں نے انہیں دشمنان پاکستان کی فتنہ انگیزی کے خلاف ایک محضر پر دستخط کرنے کی ضرور تحریک کی تھی۔ لیکن ساتھ ہی غیر مبہم الفاظ میں ان پر واضح کر دیا تھا۔ کہ اگر آپ اس محضر سے ذرہ بھر بھی اختلاف رکھتے ہوں۔ تو ہرگز اس پر دستخط نہ کریں۔ حیرت ہے کہ اس میں دھوکہ دہی کی کونسی بات تھی۔ البتہ یہ حقیقت ہے۔ کہ مسٹر نصیر الحق نے میرے ساتھ اس محضر کے مضمون سے اتفاق ظاہر کیا تھا۔ مجھے گمان بھی نہ تھا۔ کہ یہ اتفاق ریاکاری پر مبنی ہے۔ اور وہ "زمیندار" ایسے بدنام اخبار میں صریح غلط بیانی سے کام لینے سے بھی نہ ہچکچائیں گے۔ مجھے بار بار خیال آتا ہے۔ کہ کیا جھوٹ م[illegible]

برائے پتہ جات موصیان

مندرجہ ذیل موصی اصحاب جہاں کہیں ہوں۔ اپنے اپنے پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ یا اگر کسی دوسرے دوست کو ان میں سے کسی کا پتہ ہو۔ تو مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔

(۱) حکیم محمد ثناء اللہ صاحب ولد منشی عبد اللہ صاحب سابق اوڑ ضلع جالندھر ع ۱۰۰۳۶
(۲) نعمت اللہ صاحب ولد مستری رحمت علی صاحب سابق سامانہ ریاست پٹیالہ ع ۱۰۰۴۳
(۳) مولوی عبد اللطیف صاحب ولد مولوی عبد الغنی صاحب مرحوم موضع پوڑیانوالی گجرات ع ۱۰۳۶۱
(۴) غلام محمد صاحب ولد حکیم عبد الکریم صاحب سابق اوڑ ضلع جالندھر ع ۱۰۰۲۶
(۵) سید بشیر احمد ولد سید محمد حسین صاحب نوشہرہ چھاؤنی پشاور ع ۱۱۳۴۰
(۶) قریشی مہر محمد ولد محمد شریف صاحب سابق لدھیانہ ع ۱۱۴۲۵
(۷) خیر محمد ولد محمد علی خان صاحب سمہ سٹہ ریاست بہاولپور ع ۱۱۸۷۲
(۸) بشیر احمد ولد چوہدری فتح محمد صاحب کلیان پور چک ۲۴۳ ضلع لائل پور ع ۱۱۸۸۳
(۹) فیروز الدین ولد بدر الدین صاحب بھڑہ ہریاں ضلع سیالکوٹ ع ۱۲۲۸۵
(۱۰) سید گلزار حسین ولد سید علی اصغر صاحب چک ۱۱۶ جنوبی ضلع سرگودھا۔ ع ۱۲۵۴۶
(۱۱) صوبیدار عبد المجید ولد مولوی جمال الدین صاحب سابق بٹالہ ع ۱۲۸۴۷
(۱۲) شیخ محمد صدیق صاحب ولد شیخ چراغ دین صاحب سابق کھیکھی چک ۴۶ لدھیکے چک ۲۲ ضلع شیخوپورہ ع ۸۴۳۱
(۱۳) محمد بشیر چغتائی ولد بابو روشن الدین صاحب مرحوم سیالکوٹ شہر ع ۸۸۲۵
(۱۴) شہزادہ بیگم بنت چوہدری نذیر حسین صاحب دولم کاہلواں ضلع سیالکوٹ ع ۹۱۹۷
(۱۵) شیخ محمد شریف ولد شیخ محمد لطیف صاحب سابق وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور ع ۹۳۷۵
(۱۶) چمن خان ولد پیرن خان صاحب سابق بلب گڑھ ضلع گوڑگانواں ع ۷۹۲۷
(۱۷) قریشی نور الحسن ولد حکیم غلام غوث صاحب قریشی سابق امرتسر ع ۸۶۲۳
(۱۸) فضل الدین خان ولد شادی خان صاحب سابق ہیزم ضلع ہوشیار پور ع ۹۷۹۱
(۱۹) مبارک علی خان ولد جیہہ احمد خان صاحب سابق کریام ضلع جالندھر ع ۹۷۹۷
(۲۰) کیپٹن محمد شریف احمد ولد شیخ مختار نبی صاحب اوور اسیئر ضلع گوجرانوالہ ع ۸۳۵۴
(۲۱) ماسٹر محمد عنایت اللہ ولد میاں کاکا صاحب سابق پکیواں ضلع گورداسپور ع ۷۱۷۹
(۲۲) عنایت بیگم بیوہ بابو محمد اسحٰق صاحب سابق لودھی ننگل ضلع گورداسپور ع ۷۱۶۷
(۲۳) بشیر احمد ولد اللہ داد خان صاحب سابق بہے ہالی ضلع گورداسپور ع ۷۱۳۵
(۲۴) اللہ دین ولد نظام الدین صاحب " " " ع ۷۱۳۲
(۲۵) محمود احمد ولد حکیم مظہر علی صاحب سابق ہوشیار پور خاص ع ۲۰۲۶
(۲۶) محمد دین ولد احمد دین صاحب مرحوم سابق کریم پور ضلع جالندھر ع ۶۸۰۶
(۲۷) اللہ داد خان صاحب ولد مولوی مولا بخش صاحب سابق ڈڈیالہ نجاداں ضلع گورداسپور ع ۷۲۷۰
(۲۸) محمد منہاج علی ولد محمد مزاج علی صاحب سابق شاہجہان پور خاص ع ۷۳۲۹
(۲۹) محمد فضل کریم ولد جھنڈے خاں صاحب سابق تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور ع ۹۹۲۶
(۳۰) عزیز اللہ جنجوال ولد منشی عبد الغفور صاحب سابق محلہ دار الرحمت قادیان ع ۸۹۷۲
(۳۱) عبد اللہ خان ولد شیخ محمد الدین صاحب سابق کھارا ضلع گورداسپور ع ۹۲۰۷
(۳۲) چوہدری مرزا خان ولد چوہدری خوشی محمد صاحب گولے کی ضلع گجرات ع ۱۰۳۹۶
(۳۳) محمد اسمٰعیل ولد میاں حسین بخش صاحب سابق دارا پور ضلع گورداسپور ع ۹۴۸۵
(۳۴) بشیر احمد ولد محمد دریام صاحب چک ۵ ای۔بی ضلع منٹگمری ع ۹۶۷۵
(۳۵) عبد المجید خان ولد چوہدری عطاء محمد خان صاحب سابق لنگڑوعہ ضلع جالندھر ع ۹۷۸۱
(۳۶) چوہدری سلطان سکندر ولد چوہدری محمد بخش صاحب چوہڑ کانہ ضلع شیخوپورہ ع ۱۱۶۲۳
(۳۷) " عنایت اللہ ولد چوہدری سعادت علی صاحب سیالکوٹ چھاؤنی ع ۱۰۷۱۰
(۳۸) محمد ادریس ولد محمد عیسٰی صاحب ——— لاہور ع ۱۱۳۱۰
(۳۹) فیض احمد ولد محمد بخش صاحب سابق کھارا ضلع گورداسپور ع ۱۰۵۴۹
(۴۰) عائشہ بیگم زوجہ نصیر الدین صاحب سابق ہٹر دعہ ضلع گورداسپور ع ۱۰۰۷۹
(۴۱) رضیہ بیگم بنت میاں محمد احمد خان صاحب حلقہ مسجد مبارک قادیان ضلع گورداسپور ع ۹۲۷۵
(۴۲) رمضان محمد ولد علام محمد صاحب چک ۶۹ گ ب گھسیٹ پورہ ضلع لائل پور ع ۱۱۲۶۵

تقریر وزیر اعظم پنجاب

کہ ووٹنگ رجسٹر میں درج ہونے سے پہلے امتحان .... میں سے گذرے ۔ اگر علماء اسے مسلمان قرار دیں تو وہ مسلمان شمار ہو ورنہ نہیں ۔ بظاہر تو یہ تجویز درست معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن اگر کل کلاں کو ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ بعض اعتراض کے ماتحت مسلمانوں ہی کو غیر مسلم قرار دیا جانے لگا تو پھر اس کا کیا علاج ہوگا ۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ ایک وقت میں ایک دو نہیں اکٹھی چالیس فیصدی آبادی کو غیر مسلم قرار دیدیا جائے تو ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا

احراری اقلیت

اس مسئلہ کے ایک اور پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے صدر پنجاب مسلم لیگ نے فرمایا :- یہ بھی کہا گیا ہے کہ (نعوذ باللہ - الفضل) احمدیوں نے قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ کا ساتھ نہیں دیا ۔ اگر یہ صحیح ہے اور اسی بنا پر ان کو اقلیت قرار دینا جائز ہے تو پھر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ اور کس کس کو اقلیت قرار دیا جائے ۔ مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی مخالفت تو اور بڑے بڑے لوگوں نے بھی کی تھی ۔ پھر اس کی زد میں اور بہت سے لوگ بھی آئیں گے ۔ میں کہنا تو نہیں چاہتا لیکن مثال کے طور پر کہنا پڑتا ہے کہ کیا اسی بنا پر آپ احراریوں کو بھی اقلیت قرار دینے کیلئے تیار ہیں ؟ (ہر طرف سے تالیاں)

بہر حال ایسی صورت میں ہمیں یہی فیصلہ کرنا ہوگا کہ جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا ۔ ہم میں اتنی وسعت قلبی موجود ہے کہ ہم اپنے مخالفوں کو بھی اپنے میں جگہ دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ کامل وفاداری کا یقین دلائیں ۔ ہاں ہمارے اندر رہ کر اگر کوئی سازش کرے گا اور شرانگیز کارروائیوں سے باز نہ آئے گا تو پھر ہم اس کا قلع قمع کئے بغیر نہ رہیں گے ۔

مدعی سست گواہ چست

دوران تقریر میں آپ نے مزید فرمایا :- پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم احمدیوں کو اس لئے اقلیت قرار دلانا چاہتے ہیں کہ انہیں بھی اسمبلیوں وغیرہ میں نمائندگی مل سکے ۔ اس میں شک نہیں کہ اب احمدیوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے اور اس طرح ان کے حقوق متعین ہو جانے پر انہیں نمائندگی مل جائے گی اور وہ فائدے میں رہیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ اس بات میں وزن تو اس وقت ہو کہ جب یہ مطالبہ خود احمدیوں کی طرف سے کیا جائے ۔

کم سے کم حقوق کا تعین

اس مسئلہ کی مذکورہ بالا پیچیدگیاں بیان

(بقیہ صفحہ ۲) کرنے کے بعد آپ نے فرمایا :- ایک خطرہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ احمدی لوگ سروسز میں بہت گھسے ہوئے ہیں حالانکہ ان کی وفاداری مشتبہ ہے ۔ اگر انکی وفاداری مشتبہ ہے تو پھر واقعی یہ بہت گہرا مسئلہ ہے لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا انہیں اقلیت قرار دینے سے اس صورتِ حال کا تدارک ہو سکے گا ؟ اقلیت قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان کے کم سے کم حقوق کا تعین کرنا ہوگا ۔ کم از کم سے مراد یہ ہے کہ ان کی تعداد سروسز میں مقررہ حد سے کم نہیں ہونی چاہیے ۔ زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں ۔ کیونکہ حد مقرر کرنے کا مقصد حقوق کا تحفظ ہوتا ہے ۔ ان کا اتلاف نہیں ۔ ایسی صورت میں موجودہ ملازمین کو ہم ہٹا نہیں سکیں گے اور آئندہ مقررہ کوٹے کے مطابق نئے آدمی لازمی طور پر ملازم ہوتے رہیں گے ۔ اس طرح ہم "ردِّ مرزائیت" نہیں "فروغ مرزائیت" کا خود اپنے ہاتھ سے راستہ صاف کریں گے ان آئینی اور قانونی مشکلات کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ ہمارے جذبات خواہ کتنے ہی مشتعل کیوں نہ ہوں ہمیں اپنی مرکزی قیادت کو جو ہم سے زیادہ بالغ نظر اور صاحب فراست ہے کامل غور وخوض اور تحمل و بردباری سے فیصلہ کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے

شہری حقوق کی حفاظت

دوران تقریر میں شہری حقوق کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے آنریبل میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے فرمایا ۔ احمدیوں کے متعلق خواہ تمہارا کچھ ہی اعتقاد کیوں نہ ہو مگر جب تک انہیں شہریت کے حقوق حاصل ہیں تمہارا فرض ہے کہ تم ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی پوری پوری حفاظت کرو ۔ آپ نے فرمایا لیکن آپ لوگوں سے مجھے توقع نہیں کہ آپ اس فرض کو کما حقہٗ ادا کر سکیں گے چاہیئے یہ کہ اس کونسل کا ایک ایک رکن شہید ہو جائے قبل اس کے کہ کسی احمدی کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو آپ لوگ حکومت کے نااہل ہیں

یاد رہے کہ "مالِ تجارت کے راس المال اور اس کے منافعہ پر جو کہ دورانِ سال میں اس سے حاصل ہوئے ہیں ۔ خواہ یہ دونوں بصورت نقدی ہوں یا جنس یا دین اور قرض ہو جس کی وصولی کی غالب امید ہو سکتی ہو ان سب پر زکوٰۃ لازم ہے ۔"

(نظارت بیت المال ربوہ)

ہم میں سے کوئی مارا جائے یا نہ مارا جائے اس کی اتنی اہمیت نہیں لیکن پاکستان میں ایک ہندو ایک سکھ یا ایک عیسائی کا مارا جانا بہت بڑی بات ہے ۔ اگر ان میں سے کوئی ناحق مارا جاتا ہے ۔ تو حیف ہے ہم پر اور ہمارے صاحب اقتدار ہونے پر ۔

امن کیسے قائم رہے ؟

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے مزید فرمایا ۔ لیکن موجودہ حالات میں امن کیسے قائم رہ سکتا ہے ؟ ہمارے مولوی صاحبان آسمانی مقصد کی خاطر یا کسی نجی غرض کے تحت غم و غصہ پھیلاتے ہیں اور امن بحال کرنے کے لئے جب پولیس مداخلت کرتی ہے یا دفعہ ۱۴۴ لگائی جاتی ہے تو پھر اس پر بُرا منایا جاتا ہے ۔ پچھلے دنوں مجلس احرار کے بعض برگزیدہ کارکن تشریف لائے اور انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ ان کا مطالبہ آئینی مطالبہ ہے امن برقرار رکھنے میں وہ حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے ۔ بلکہ انہوں نے کہا امن کا تحفظ ہمارا سیاسی ہی نہیں ۔ بلکہ مذہبی فرض بھی ہے اس ضمن میں میں احراریوں اور مسلم لیگیوں سے ایک بات کہوں گا اور وہ یہ کہ امن و امان قائم رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے شہری حقوق کی حفاظت کی جائے ۔ لیکن وزیر آباد کے شہر میں جو کچھ ہوا ہے وہ اس لحاظ سے بہت قابل اعتراض ہے ۔ وہاں بعض نوجوان طلباء نے جلوس نکالا کہ ایک احمدی استاد کو برطرف کیا جائے اسی شام میونسپل کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد ہوا اور ہر آئینی پابندی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس احمدی استاد کو برطرف کرنے کا اعلان کر دیا گیا ۔ میں اصرار سے کہتا ہوں کہ اگر تحفظ امن کا وعدہ سچا ہے تو لاہور چھوڑ کر وزیر آباد جایئے اور لوگوں کو بتایئے کہ یہ مسئلہ محض عقیدے کا ہے ہم انسانیت کا خون نہ ہونے دیں گے ۔ اور اسباب کو گوارا نہ کریں گے ۔ کہ لوگوں کے شہری حقوق تلف ہوں ۔

مسئلہ زیر بحث کے تمام پہلوؤں پر بخوبی روشنی ڈالنے کے بعد آپ نے فرمایا جب تک غور و خوض کے ساتھ تمام پہلوؤں پر غور نہ کیا جائے ہم صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے اور اگر آپ نازک مسائل پر صبر و تحمل سے غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو مجھے ایسی جماعت کی صدارت قبول نہیں جو مسائل کی نزاکت کا احساس نہ کرتے ہوئے فیصلے کرنے میں تدبر سے کام نہ لے ۔ اگر آپ نے جلد بازی میں کوئی غلط فیصلہ کر دیا جو پاکستان کے مجموعی مفاد کے خلاف ہوا تو یہ پنجاب مسلم لیگ پر ایک دھبہ ہوگا

پنجاب مسلم لیگ کونسل کے اس دو روزہ اجلاس میں مذکورہ بالا مسئلہ کے علاوہ ، مسئلہ کشمیر ، خوراک ، حفظ امن عامہ ، اصلاح نظم و نسق بے روزگاری ۔ اور شہری متروکہ جائیدادوں کے متعلق بھی بعض اہم قراردادیں منظور کی گئیں (ان کی تفصیل کل کے پرچہ میں ملاحظہ فرمایئے)

جامعہ نصرت کالج ربوہ میں داخلہ

گرمیوں کی تعطیلات کے بعد انشاءاللہ جامعہ نصرت ربوہ ۱۳ ستمبر کو کھلے گا ۔ اور فرسٹ ایئر میں داخلہ دس دن تک جاری رہے گا ۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنی بچیوں کو اپنے کالج میں داخل کروائیں تاکہ وہ بری صحبتوں سے محفوظ رہ کر دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کر سکیں

پرنسپل جامعہ نصرت

پتہ مطلوب ہے

(۱) میاں عطاء الرحمٰن صاحب ابن مولوی عبدالرحیم صاحب درد کا پتہ درکار ہے ۔ جو دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں وہ نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں یا اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے پتہ سے اطلاع دیں ۔

(۲) میاں محمد عبداللہ صاحب ولد مولوی حبیب اللہ صاحب ناگفوری ریاست کشمیر کا پتہ درکار ہے ۔ جو دوست ان کے موجودہ ایڈریس سے آگاہ ہوں ۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے پتہ سے اطلاع دیں

(ناظر بیت المال)